باب:04

حضرت عثمان غنیؓ

(Hazrat Usman Ghani rza, 577-656 AD)

حضرت عثمانؓ، قبیلہ قریش کی مشہور شاخ بنو امیہ سے ہیں۔ پانچویں پشت پر آپ کا نسب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ پہلے آپ کی کنیت ابو عمر تھی لیکن اسلام لانے اور حضرت رقیہؓ کے بطن سے جب عبد اللہ پیدا ہوئے تو آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہو گئی۔ والد کا نام عفان بن ابو العاص اور والدہ کا نام اروسی بنت کریز ہے۔ آپ کی والدہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپی زاد بہن کی صاحبزادی تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ جب آپ اسلام لائے تو اس وقت آپ تقریباً 34 سال کے تھے۔

آپ کا قد درمیانہ، رنگ سرخ وسفید، چہرے پر چیچک کے داغ تھے۔ چوڑی ہڈی، شانے چوڑے اور پنڈلیاں بھری ہوئی تھیں۔ گھنی ڈاڑھی تھی اور خضاب لگاتے تھے۔ فطرتاً بڑے نیک تھے اور اسی سلیم الفطرت ہونے کے باعث شروع ہی سے شراب کو ناپسند کرتے تھے۔ اسی طرح آپ اُس دور کی ہر طرح کی بُرائیوں سے پاک تھے۔

تجارت آپ کا پیشہ تھا۔ اس میں اپنی دیانت اور راست بازی (honesty) سے آپ نے اتنی ترقی حاصل کر لی تھی کہ قریش کے دولت مند ترین لوگوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ اپنی ثروت یا wealth کی وجہ سے "غنی" کے لقب سے بھی پکارے جاتے تھے۔

صدیق اکبرؓ کی تبلیغ نے آپ کو اسلام کی طرف مائل کیا۔ چونکہ آپ کا خاندان اسلام اور مسلمانوں کا سخت دشمن تھا اس لیے آپ کے اسلام قبول کرنے پر اُن کی طرف سے آپ کو شدید مخالفت اور زیادتیوں کا سامنا رہا۔ اسی بناء پر حبشہ (Abyssinia) ہجرت کرنے والوں میں سے تھے۔ یوں ہجرتِ اولیٰ میں اولیت کا آپ کو شرف حاصل ہوا۔

نبوت سے پہلے آپ کا نکاح آنحضرتؐ کی صاحبزادی رقیہؓ سے ہوا۔ وہ جنگ بدر کے وقت انتقال فرما گئیں۔ جس کے بعد ان کی دوسری بہن حضرت امّ کلثومؓ کی شادی حضرت عثمانؓ سے ہوئی۔ اس طرح رسولِ کریمؐ کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ کے عقد میں رہیں۔ اسی لیے آپ "ذوالنورین" کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں۔

Siddiqui Publications

حضرت عثمانؓ تمام غزوات میں شریک رہے۔ البتہ بدر میں حضرتہ رقیہؓ کی علالت کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے۔ غزوئہ حدیبیہ کے موقع پر سفارت کی خدمت آپ ہی کے سپرد تھی۔ اور آپ کی شہادت کی خبر اُڑنے پر بیعتِ رضوان ہوئی تھی جو یقیناً آپ کے لیے ایک اعزاز کا درجہ رکھتی ہے۔

آپ عہدِ صدیقیؓ اور عہدِ فاروقیؓ میں مجلس شوریٰ یعنی advisory committee کے رکن رہے اور اپنے مفید مشوروں سے اسلام کی خدمت کی۔ آپ کی دولت سے، اسلام اور مسلمانوں کو بڑا فائدہ پہنچا۔ آپ نے مدینہ میں میٹھے پانی کا ایک کنواں بڑی خطیر رقم سے ایک یہودی سے خرید کر مسلمانوں کے استعمال کے لیے وقف کر دیا تھا۔ ایک مرتبہ خلافتِ صدیقیؓ میں سخت قحط پڑا اور انہیں دنوں میں آپ کا کاروانِ تجارت واپس آیا تو آپ نے پورا کاروان ہی غریبوں اور حاجتمندوں کے لیے وقف کر دیا۔

خلافت کے سلسلے میں حضرت عمرؓ کی وصیت کے مطابق تجویز کردہ اُن 6 ناموں میں سے کسی کا انتخاب مقررہ وقت میں نہیں ہو پا رہا تھا تو حضرت عبد الرحمٰنؓ بن عوف نے فرمایا کہ اس کے لیے کسی نتیجہ پر پہنچنے کی صورت یہ ہے کہ 6 کی تعداد کو کم کر دیا جائے۔ چنانچہ حضرت عبد الرحمٰنؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت سعدؓ اور حضرت زبیرؓ نے یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے حق میں دستبرداری کا اعلان کر دیا۔ پھر حضرت عبد الرحمٰنؓ بن عوف نے ان لوگوں سے درخواست کی کہ اگر آپ لوگ مجھ پر متفق ہو جائیں تو میں خلیفہ کا فیصلہ بھی کر دوں۔ وہ سب راضی ہو گئے۔ حضرت عبد الرحمٰنؓ نے مسجد نبویؐ میں مسلمانوں کو جمع کر کے ایک موثر تقریر کی اور اس کے بعد حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ جس پر حضرت علیؓ نے بھی ہاتھ بڑھا دیا۔ حضرت علیؓ کے بیعت کرتے ہی ساری خلقت ٹوٹ پڑی اور یوں حضرت عثمانؓ خلافت پر متمکن ہوئے۔

ابتدا میں حضرت عثمانؓ نے فاروقیؓ نظام میں کوئی تغیر و تبدل نہیں کیا۔ آپ نے حضرت عمرؓ کی وصیت یعنی will کے تحت مغیرہؓ بن شعبہ کو کوفہ کی ولایت سے معزول کر کے ان کی جگہ سعد بن وقاصؓ کو مقرر کیا۔ آپ کے تختِ خلافت پر بیٹھنے کے بعد جو پہلا مقدمہ آپ کے سامنے پیش ہوا وہ حضرت عمرؓ کے صاحبزادے حضرت عبد اللہؓ کا تھا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کے قاتل ابولولوء نے آپ کو شہید کرتے ہی فوراً خودکشی کر لی تھی۔ لیکن بعض واقعات کے سبب حضرت عبد اللہؓ کو شک تھا کہ اس سازش میں دو اور لوگ بھی ملوث ہیں۔ چنانچہ جوش میں انہوں نے انہیں قتل کر ڈالا۔ حضرت عثمانؓ نے اس بارے میں مشورہ کیا تو حضرت علیؓ نے قصاص یعنی جان کا بدلہ جان تجویز کی۔ لیکن آپ نے اس سے اختلاف کیا اور اس سزا کو دیت سے بدل کر اپنی جیب خاص سے دیت یعنی compensation ادا کی۔

حضرت عثمانؓ اگرچہ قریباً 12 سال تک خلیفہ رہے مگر آپ کو شروع کے صرف پانچ چھ برس ہی اطمینان وسکون سے حکومت کرنے کا موقع مل سکا۔ لیکن اس قلیل مدت میں آپ نے امت اسلامیہ کی بڑی گرانقدر خدمات انجام دیں۔ آپ نے حضرت عمرؓ کے انتقال کے بعد ایران کے متعدد صوبوں سے اُٹھنے والی بغاوتوں (revolts) کا عبد اللہ بن عمرؓ کو بھیج کر ان کا نہایت مستعدی سے خاتمہ کیا۔ سنہ 25ھ میں اسکندریہ مصر کی بغاوت کو کچلنے میں عمرو بن العاصؓ نے پیشقدمی کی اور رومیوں کو شکست فاش دی۔ اسی دور میں آرمینیہ کے علاقے بھی باغی ہو گئے تھے۔ ولید بن عقبہؓ کو اس بغاوت کے فرو کرنے پر مامور کیا۔ پھر آذربائیجان کے علاقوں ایشیائے کوچک، ترکستان، کابل اور سندھ میں بہت سی فتوحات حاصل ہوئیں۔ سنہ 30ھ میں سعیدؓ بن العاص نے طبرستان پر فوج کشی کی۔ طغارستان، کرمان اور سجستان کی فتوحات ہوئیں۔ آپ کے دَور میں شام کے ملک کو، جو کئی صوبوں میں تقسیم تھا، ایک صوبہ بنا دیا گیا اور امیر معاویہؓ کو پورے صوبے کا والی بنایا جس سے فتوحات کو بڑا فائدہ پہنچا۔ مغرب میں بحیرۂ روم کے جزیرہ، قبرص پر قبضہ ہوا۔ اور اسپین پر حملہ ہوا۔ یوں اسلامی حکومت کی حدود، سندھ اور کابل سے لے کر یورپ کی سرحد تک وسیع ہو گئیں۔

حضرت عثمانؓ چونکہ فطرتاً نرم خو اور خطا پوش تھے لہٰذا آپ کے عہد میں بدعنوانیوں کے خلاف فاروقیؓ دَور کی طرح کا سخت احتساب نہ رہ سکا تھا۔ تاہم آپ اُن باتوں کو نظر انداز بھی نہیں کرتے تھے جس سے اصولِ اسلام، اخلاق عامہ یا حکومتی نظام میں کوئی اثر پڑتا ہو۔ چنانچہ جب کبھی ایسی کوئی شکایات سامنے آئیں تو ان کا آپ نے سنجیدگی سے نوٹس لیا۔ مثلاً سعدؓ بن ابی وقاص کو بیت المال کے قرض نہ ادا کرنے کے الزام میں معزول کر دیا۔ ولید کو شراب نوشی کے جرم میں عہدے سے برطرف کر کے حد (Islamic punishment) جاری کی۔ سعیدؓ بن العاص اور ابو موسیٰؓ اشعری کو عوام کی شکایت پر ان کے عہدوں سے علاحدہ کیا۔ حج کے موقع پر تو باقاعدہ عوامی شکایات سنی جاتی تھیں اور ان کا تدارک بھی کیا جاتا تھا۔

عثمانیؓ عہد میں نئی فتوحات کے سبب خراج یعنی taxes کی آمدنی میں خاطر خواہ اضافہ رہا۔ مصر کے خراج کی رقم تو پوری دوگنی ہو گئی تھی۔ جس کے سبب لوگوں کے وظائف (salaries/ pensions) میں اضافہ کیا۔ بہت سے رفاہی کام بھی ہوئے۔ خصوصاً تعمیرات میں بڑا اضافہ ہوا۔ سڑکیں، پُل اور مسافر خانے بنے۔ پینے کے پانی کے لیے کنویں کھدوائے۔ خیبر میں تیز بارشوں سے اکثر سیلاب کی صورت بن جاتی تھی چنانچہ اس سے حفاظت کی خاطر 'بندمہروز' کی تعمیر کروائی گئی۔

سنہ 26ھ میں مکہ میں مسجد الحرام کی توسیع کے لیے ارد گرد کے مکان خرید کر حرم میں شامل کیے۔ سنہ 29 ہجری میں مسجد نبویؐ کی تعمیر و توسیع کا بھی بہت کام ہوا۔ آپ کا اہم کارنامہ مسلمانوں کو ایک قرآن اور ایک قرأت یعنی rules of recitation پر متحد کرنا ہے۔ اگرچہ کہ قرآن کی تدوین کا کام پہلے ہی تکمیل پا چکا تھا لیکن آپ نے اس کی propagation اور ترویج کے لیے بہت کام کیا۔ عربوں کے مختلف تلفظ کی وجہ سے کلام اللہ کے بعض الفاظ کا املا اور ان کا تلفظ مختلف ہو سکتا تھا لیکن اس سے ان کے معنوں پر فرق نہ آتا تھا مگر نو مسلم عجمیوں میں جن کی مادری زبان عربی نہ تھی اس کی بڑی اہمیت تھی۔ اس صورتِ حال میں حضرت عثمانؓ نے محسوس کیا کہ اگر تمام مسلمانوں کو ایک قرآن اور اس کی قرأت پر متحد نہ کیا گیا تو بعد میں عیسائیوں اور رومیوں کی طرح تحریف یا alterations کر کے کہیں لوگ اس میں بھی اختلاف نہ پیدا کر دیں۔ لہٰذا آپ نے عہدِ صدیقیؓ میں تیار کردہ کتاب حضرتہ حفصہؓ کے پاس سے لے کر اس کی نقلیں تمام اسلامی ممالک میں بھجوائیں۔ اور اس کے علاوہ موجود تمام نسخوں کو تلف یعنی destroy کروادیا۔

آپ کے دورِ خلافت کے نئے اقدامات میں لوگوں کو جاگیریں دینا، وظیفے یا stipends کا جاری کرنا، تکبیر کو آہستہ آواز میں کہنا، مسجد میں خوشبو جلانا، جمعہ کے دن دو اذانیں دینا، شامل ہیں۔ پہلے گھوڑوں اور غلاموں کے لیے کوئی ٹیکس نہ تھا لیکن آپ کے عہد میں اسے نافذ کیا گیا۔ حج کے دوران نمازیں قصر پڑھی جاتی تھیں لیکن آپ کے دَور کے آخری حصے میں پوری نمازوں کا سلسلہ شروع کیا گیا۔

آپ کے عہد میں فوج کی ترقی پر بہت کام کیا گیا۔ جن صوبوں میں انتظامی اور فوجی شعبے اب تک ایک چلے آرہے تھے ان کو جدا کیا گیا۔ نئی فوجی چھاونیاں (cantonments) بنائی گئیں۔ آپ کے دَور میں سب سے نمایاں اور اہم ترقی بحری فوج کا قیام ہے۔ فاروقیؓ عہد کی جنگ فارس میں مسلمانوں کو سخت جانی و مالی نقصان کا سامنا رہا تھا جس کے پیشِ نظر حضرت عثمانؓ بحری جنگ کے خلاف ہو گئے تھے لیکن امیر معاویہؓ کے قائل کرنے پر آپ نے انہیں بحیرۂ رُوم میں اپنی فوجیں اتارنے کی اجازت دے دی۔ اس کے نتیجہ میں قبرص فتح ہوا۔ جس کے بعد امیر معاویہؓ اور عبداللہ بن سعدؓ نے اسلامی بحری بیڑے کو اتنی ترقی دی کہ وہ اُس وقت کے سب سے طاقتور رومی بیڑے سے بھی بڑھ گیا۔

Siddiqui Publications

دورِ عثمانیؓ کے ابتدائی پانچ چھ برس میں ہونے والی فتوحات، مالِ غنیمت کی فراوانی، محاصل و خراج کی زیادتی، وظائف کی کثرت اور زراعت و تجارت کی ترقی نے ملک کو فارغ البالی اور عیش و عشرت کے سامان سے معمور کر دیا تھا۔ لیکن اسی کے ساتھ ساتھ اس کے لوازم و نتائج، بغض و حسد اور رقابت نے بھی اپنے قدم جمانے شروع کر دیئے۔ اور اندرونی تغیرات اور بیرونی اسباب نے مل کر حضرت عثمانؓ کے خلاف ایسا انقلاب بپا کیا کہ پوری نظامِ خلافت کو ہی درہم برہم کر کے رکھ دیا۔ بنو امیہ اور بنو ہاشم کی پرانی دشمنی کو اگرچہ کہ اسلام کے اول اکابر نے دبا دیا تھا لیکن وہ بھی ان کے دلوں سے یکسر مٹی نہ تھی۔ ان حالات کی بنا پر یہودیوں اور مجوسیوں کو، جن کی حکومت اور جن کے مذہبی وقار کو اسلام نے مٹا دیا تھا، بدلہ لینے کا موقع مل گیا۔

انہی مخالفین میں سے ایک بڑا فتنہ انگیز اور منافق یہودی، عبد اللہ بن سبا تھا۔ اُس نے ان حالات میں یہودیوں کی پرانی عداوت نکالنے کی ٹھان لی۔ اس شخص نے محسوس کیا کہ وہ اپنے یہودی مذہب پر قائم رہتے ہوئے اپنے عزائم کی تکمیل نہیں کر سکے گا چنانچہ اس نے اسلام کا لباس پہن کر حضرت عثمانؓ کے خلاف سازشیں شروع کر دیں۔ پہلے اس نے "امربالمعروف، نهي عن المنكر" کی باتیں کر کے لوگوں کو اپنی طرف مائل کیا۔ رفتہ رفتہ عثمانیؓ عمال کو بدنام کرنا شروع کیا۔ اور پھر اس نے حضرت عثمانؓ کی کنبہ پروری کو مشہور کیا۔ اس نے مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنے کے لیے پُر زور طریقے سے یہ نکتہ بھی اٹھا دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی یا nominated executor حضرت علیؓ ہیں اور رسولؐ کی وصیت کو پورا نہ کرنے والے ظالم ہیں۔ اس سازش کا جال اس نے تمام اسلامی مرکزوں میں منظم طور سے اس طرح سے پھیلا دیا کہ چند ہی دنوں میں پوری فضا خراب ہو گئی۔ خصوصاً عراق اپنی مختلف قوموں کی مخلوط آبادی کے سبب بآسانی اس فتنہ کا مرکز بن گیا۔

حضرت عثمانؓ کے خلاف پہلا عملی اقدام سنہ 34ھ میں کوفہ کے ایک انقلابی، یزید بن قیس نے کیا لیکن اسے کامیابی نہ ہو سکی۔ لیکن فتنہ و فساد ہر جانب جاری رہا۔ اور ان پر بے بنیاد الزامات کا سلسلہ بڑھتا ہی چلا گیا۔ حضرت عثمانؓ ان اعتراضات کو دور کرنے اور فساد کو مٹانے کی ہر طرح سے کوششیں کرتے رہے اور اصلاحِ احوال کی تدبیروں میں مسلسل مصروف رہے۔ دوسری طرف کوفہ، بصرہ اور مصر کے باغی آپس میں خفیہ خط و کتابت کر کے مدینہ پر یورش طے کر چکے تھے۔ چنانچہ سنہ 35ھ کے آخر میں جب کہ حج کی وجہ سے مدینہ خالی ہو جاتا تھا ان تینوں باغی گروہ کے لوگوں نے حج کا بہانہ کر کے مدینہ کا رخ کیا اور مدینہ سے باہر چند میل

دُور ہی ٹھیر گئے۔ یہ تینوں گروہ حضرت عثمانؓ کی معزولی پر تو متفق تھے لیکن ان کی جانشینی کے بارے میں ان کی رائے مختلف تھی۔ کوفی، حضرت زبیرؓ کو چاہتے تھے۔ بصری، حضرت طلحہؓ کو، اور مصری، حضرت علیؓ کے لیے خواہشمند تھے۔ خطبۂ جمعہ کے موقع پر حضرت عثمانؓ نے ان باغیوں کو سمجھانے کی کوشش کی لیکن ان کی سرکشی اپنے تمام حدود سے گذر چکی تھی۔ چنانچہ آپ کی کسی بات کو سننے کی بجائے انہوں نے حضرت عثمانؓ پر اتنے پتھر برسائے کہ آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ نمازی آپ کو کسی طور اٹھا کر گھر لے آئے۔ اس واقعہ کے بعد باغیوں سے افہام و تفہیم کی کوششیں کی گئیں لیکن سب بے سود ثابت ہوئیں۔ حضرت عثمانؓ کے حامیوں نے ان باغیوں سے باقاعدہ جنگ کی خواہش کی لیکن انہیں اس کی اجازت نہیں ملی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشن گوئی کے مطابق حضرت عثمانؓ کو اپنی شہادت کا پورا یقین تھا۔ اور آپ صبر و استقامت سے اس کے منتظر ہی تھے۔ بالآخر یہ سانحہ جمعہ 18 ذی الحجہ سنہ 35ھ (656ء) کو پیش آگیا۔ آپ کی شہادت کے واقعہ سے مسلمانوں کا شیرازہ یوں بکھر گیا کہ اس کے بعد وہ شیعہ، سنی، خارجی اور عثمانی فرقوں میں ہمیشہ کے لیے تقسیم ہو گئے۔

تاہم "Companions of the Prophet" کے مصنف حضرت عثمان غنیؓ کی ذاتِ گرامی کے بارے میں یوں خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

"As a man, Uthman was the paragon of virtues. He was a man of stainless character, very pious, very religious and very virtuous. He was conspicuous of his modesty. He was very kind hearted. He had considerable wealth and own large slaves, but in spite of that he was most humble. Uthman had always a great fear of God. He exhorted the functionaries of the State to fear God and do justice to all concerned. Uthman was known for the firmness and steadfastness of his faith .Uthman was a man of principle."

Siddiqui Publications